حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

ماہنامہ

الجماعۃ

مارچ-اپریل ۲۰۱۶ء/ جمادی الآخرہ-رجب ۱۴۳۷

پیچیدہ مسائل میں رہنمائی کا حقدار کون؟

از

فضیلۃ الشیخ محمد مقیم فیضی رحمہ اللہ

طلب علم ہو تو یوں
ہو ورنہ زحمت نہ فرمایئے

مورخ اسلام علامہ امام ذہبی فرماتے ہیں: حافظ (حدیث) کو جن امور کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ وہ متقی ہو، ذہین ہو، نحوی ہو (یعنی عربی قواعد کا جاننے والا ہو)، لغوی ہو (یعنی عربی الفاظ کے معانی کا عالم ہو)، پاکباز ہو، حیادار ہو، سلفی ہو (یعنی خلفی نہ ہو)، اتنا کافی ہے کہ اپنے ہاتھ سے دو سو مجلدات لکھے، اور معتبر دواوین (کتابوں) سے پانچ سو جلدوں کی تحصیل کرے، اور خالص نیت اور تواضع کے ساتھ مرنے تک حصول علم میں سستی نہ کرے، ورنہ زحمت نہ فرمائے۔

(سیر أعلام النبلاء: ۱۳/ ۳۸۰)

صوبائی جمعیت اہلِ حدیث ممبئی

احکام ومسائل

پیچیدہ مسائل میں رہنمائی کا حقدار کون؟

• محمد مقیم فیضی

چھوٹوں کی اسی پرنشوونما اور بڑوں کے بوڑھے ہونے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فتنہ کافی طویل ہوگا۔ اور یہ کہنا کہ جب اس فتنے والی چیز میں سے کوئی چیز ترک کردی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ سنت ترک کردی یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ حقیقت اس قدر نگاہوں سے اوجھل ہوجائے گی کہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھا جانے لگے گا، سنت بدعت ہوجائے گی اور بدعتوں کو سنتوں کا درجہ مل جائے گا یہاں تک کہ جب کوئی شخص احیائے سنت کے لئے کھڑا ہوگا اور اس پر کاربند ہوجائے گا اور بدعت کو ترک کرکے لوگوں کو بھی اس سے روکے گا تو اکثریت اسی کے خلاف ہوجائے گی اور اسی کو تارک سنت قرار دیا جائے گا جائے گا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ ایسا اس وقت ہوگا جب علماء رخصت ہوجائیں گے تو اس سے مراد یہ ہے کہ علماء کی وفات ہوجائے گی اور دوسرے لوگ علم اور **تفقه فی الدين** سے دور ہوجائیں گے اور جاہلوں کی کثرت اس کا فطری نتیجہ ہے، اور قراء کی کثرت سے مراد حفاظ قرآن اور ماہرین تجوید ہیں، یہ صورت حال اس وقت یقینا مذموم ہے جب قرآن کو پڑھنے والے اسے گانے کے طور پر استعمال کرنے لگیں اور اس کے معانی پر غور وتدبر، اس کے احکام پر عمل اور اس کے حلال کی تحلیل اور اس کے حرام کی تحریم کو ترک کردیں جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ اس حدیث میں فقہاء کی قلت کی بات کہی گئی ہے، فقہاء وہ ہوتے ہیں جو مختلف قسم کے نوازل، نئے نئے پیش آمدہ مسائل اور مشکل ترین قضیوں میں دینی احکام کا استنباط کرسکیں۔ اور ان کی قلت سے جو حالات پیدا ہوں گے وہ بالکل ظاہر وباہر ہیں۔ اور کثرت امراء اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں میں طوائف الملوکی پیدا ہوجائے گی اور ان کی سلطنت چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم ہوجائے گی اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اختلافات رونما ہوں گے قوت وشوکت جاتی رہے گی اور امت کمزور ہوجائے گی، حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ امانتدار لوگ کم ہوجائیں گے۔ امانتدار وہ لوگ ہوتے ہیں جو جان، مال اور آبرو کے محافظ ہوتے ہیں اور جو ذمہ داریاں ان کے سپرد کی جاتی ہیں انہیں بخوبی نبھاتے ہیں اور رکھی ہوئی امانتوں کی ادائیگی کرتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع امانت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے حد درجہ ناپید ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ: **(فلا يكاد أحدهم يؤدي الأمانة فيقال إن في بني فلان رجلا أمينا ويقال للرجل ما أعقله وما أظرفه وما أجلده ومافي قلبه حبة خردل من ايمان)** (بخاری ومسلم) شاذ ونادر ہی کوئی امانت کی ادائیگی کرے گا صورت حال یہ ہوجائے گی کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک امانتدار شخص ہے اور کسی شخص کے

متعلق یہ کہا جائے گا کہ کس قدر دانا ہے، کیا خوش بیان ہے اور کتنا توانا اور مضبوط ہے، حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

اور حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ عمل آخرت محض دکھاوے کے لئے ہوگا اور مطلوب دنیاوی مال ومنال اور جاہ ومنصب اور شہرت ومقبولیت ہوگا اور لوگ دینی علوم کے بجائے ایسے علوم میں تخصیص حاصل کریں گے جن سے دنیاوی فوائد کا حصول آسان ہوجائے اور دینی علوم کے متعلق بے رغبتی پیدا ہوجائے گی۔ ایک دوسری حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ قیامت کے قریب پڑھائی لکھائی عام ہوجائے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**إن بين يدى الساعة .... وظهور القلم**) (احمد) قیامت سے پیشتر..... قلم کا ظہور ہوگا۔ مطلب یہی ہے کہ پڑھائی لکھائی عام ہوجائے گی، مگر چونکہ دینی تعلیم سے لوگ دور ہوں گے اس لئے معاشرے میں بگاڑ بھی عروج پر ہوگا۔

اور حدیث میں جو یہ فرمایا کہ فتنہ حاوی ہوجائے گا تو اس سے مراد یہی کہ اجتماعی زندگی کے تمام گوشے اس کی لپیٹ میں آجائیں گے، سیاسی، اقتصادی، علمی تمام شعبوں کا نظام فاسد ہوجائے گا اور ہر طرف انارکی اور بے راہ روی کا دور دورہ ہوگا اور ہر کس وناکس رہنما وپیشوا بن کر ابھرے گا، جھوٹے اور خائن لوگ معاشرے پر چھا جائیں گے اور نیک اور صالح لوگ اجنبی ہوجائیں گے۔

سابقہ احادیث میں نیز دیگر احادیث میں بھی چرب زبانی اور قوت گفتار وخطابت اور زبان وبیان کے فتنوں کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے کہ علم وعمل سے خالی منافق قسم کے خطباء و واعظین مختلف قسم کے افکار ونظریات کے ساتھ معاشرے پر چھا جائیں گے اور انہیں کی وجہ سے معاشرے میں بڑے بڑے فساد رونما ہوں گے۔ چنانچہ ابو عثمان نھدی سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان فرمائی کہ (**إن أخوف ما أخاف على أمتي كل منافق عليم اللسان**) (**احمد، ابن بطه في الإبانة** اور البانی نے صحیح کہا ہے دیکھئے **الصحيحة**: ۱۰۱۳) اپنی امت سے متعلق مجھے سب سے زیادہ خوف ہر اس منافق سے ہے جو زبان (کے استعمال) میں ماہر وفنکار ہے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی امت سے متعلق ہر اس منافق سے خوف کا اظہار فرمایا ہے جو اسلام اور خیر ظاہر کرتا ہے مگر اپنے اندر کفر وکجی اور برائی وشر چھپائے رکھتا ہے، ان کے ساتھ مکر وفریب سے کام لیتا ہے، انھیں بہکا دیتا ہے اور اپنی قوت بیانی اور زبان آوری کی وجہ سے انھیں دین سے پھیر دیتا ہے اور بحث ومباحثے میں فنکاری اور مہارت کی وجہ سے شبہات کو ان کے دلوں میں بیٹھا دینے میں کامیاب ہوجاتا ہے، ان کے دین میں التباس پیدا کردیتا ہے، انھیں حق سے برگشتہ کردیتا ہے اور راہ راست سے ہٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ دین میں فتنوں کا شکار ہوجاتے ہیں، توحید سے شرک کی طرف اور اتباع سے بدعتوں کی طرف اور ہدایت سے گمرہی کی جانب مڑ جاتے ہیں۔

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: (**إن من البيان**

لسحرا أو إن بعض البيان سحر)(بخاری عن عبداللہ بن عمر) یقینا کچھ بیان جادو ہوتے یا بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمان بن حسن فتح المجید ص:۲۹۰ رمیں فرماتے ہیں: یہ بڑی بلیغ تشبیہ ہے کیونکہ یہ بیان جادو کا عمل کرتا ہے اور حق کو باطل کے قالب میں اور باطل کو حق کے قالب میں ڈال کر جاہلوں کے دلوں کو مائل کرلیتا ہے یہاں تک کہ وہ باطل کو قبول کرلیتے ہیں اور حق کے منکر بن جاتے ہیں، ہم اللہ سے ہدایت پر ثبات اور استقامت چاہتے ہیں۔انتھی.

علیم اللسان اسے کہتے ہیں جو لوگوں کے درمیان شبہات کو رائج کردینے کی استطاعت رکھتا ہو۔چونکہ ان منافقوں کی نیتوں میں کھوٹ اور مقاصد میں فساد تھا، اور ان کے دلوں میں کجی پائی جاتی تھی اور وہ نفاق سے بھرے ہوئے تھے اس لئے انھوں نے درست حجتوں اور دلائل وبراہین سے منہ موڑ لیا اور محکم آیات سے کنارہ کش ہوکر چکنی چپڑی باتوں اور متشابہات کے پیچھے پڑ گئے جن سے لوگوں کے اندر اشتباہ پیدا کرسکیں، پھر وہ لوگ آیتوں کو ان امور پر محمول کرنے لگے جن کا سلف کے یہاں کوئی احتمال نہیں پایا جاتا تھا، یا دلائل کو اپنے مقاصد اور اغراض کے مطابق پہلے سے طے شدہ اعتقادات یا افعال واقوال پر استدلال کے لئے استعمال کرنے لگے اور ان دلائل کا رخ اپنے طے شدہ نظریات کی طرف موڑنے لگے اور ان کے ذریعہ اپنے پیروکاروں اور عوام کے ذہنوں میں التباس پیدا کرنے لگے، اس لئے ان کا ضرر ابلیس مردود سے بڑھ کر ہے اور یہی شیاطین الانس ہیں جو یہ باور کئے بیٹھے ہیں کہ ان کے پاس مضبوط دلائل ہیں حالانکہ ان کا دامن بالکل خالی خالی ہے (**هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ**) (المنافقون:۴) وہی دشمن ہیں ان سے بچتے رہو ان پر اللہ کی مار ہو یہ کہاں الٹے جارہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسب ذیل آیت تلاوت فرمائی: (**هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ**) (آل عمران:۷) وہی اللہ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے حالانکہ ان کے حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ اور مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لاچکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔ بیان کرتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے نشاندھی کردی ہے لہٰذا تم ان سے بچو۔ (بخاری:۴۵۴۷، مسلم:۲۶۶۵)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے مراد گمراہی اور حق سے باطل کی طرف خروج ہے اور اس کی متشابہ

آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس متشابہ ہی کو پکڑ لیتے ہیں جسے اپنے فاسد مقاصد کی طرف پھیر لینا آسان ہو اور اسے انہیں پر محمول کرتے ہیں کیونکہ لفظ میں ان کے موڑے ہوئے پہلو کا احتمال پایا جاتا ہے، جبکہ محکم میں ان کی دال ذرا بھی نہیں گلتی کیونکہ وہ خود ان کے خلاف حجت اور ان کے شبہات کو توڑ دینے والا ہوتا ہے، اسی لئے فرمایا کہ فتنے کی جستجو میں مطلب یہ ہے کہ اپنے پیروکاروں کے اندر یہ خیال پیدا کرتے ہوئے انہیں گمراہ کرتے ہیں کہ ان کی بدعت کی دلیل قرآن میں موجود ہے حالانکہ وہ درحقیقت ان کے حق میں نہیں بلکہ ان کے خلاف حجت بنتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے نصاریٰ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ دیکھو قرآن ناطق ہے کہ عیسیٰ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف ڈالا ہے اور اس آیت سے استدلال کو نظر انداز کردیں کہ: (اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ) (الزخرف:۵۹) عیسیٰ تو محض ایک بندے ہیں جن پر ہم نے انعام کیا ہے۔ نیز یہ آیت کہ (اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) (آل عمران:۵۹) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہوبہو آدم علیہ السلام کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کے کہہ دیا کہ ہوجا پس وہ ہوگیا۔

اسی طرح دیگر محکم آیات کو بھی نظر انداز کردیتے ہیں جو اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ وہ اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق اور بندے اور اللہ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ اور ارشاد باری (**ابتغاء الفتنة** فتنے کی طلب سے مراد یہ ہے کہ اس میں من مانی تحریف کرتے ہیں اور حضرت قتادہ نے اس آیت (فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ) کو پڑھا اور کہا کہ اگر یہ حرور یہ اور سبئیہ نہ ہوں تو میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں؟ اور کہا گیا کہ اس سے مراد تمام اہل بدعت ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر:۱/۴۵۷)

حضرت ابوایوب سختیانی فرماتے ہیں: ''**ماأعلم أحدا من أهل الأهواء إلا يخاصم بالمتشابه**''. میرے علم کے مطابق ہر اہل بدعت متشابہ ہی کے ذریعہ بحث ومباحثہ کرتا ہے۔ (ابن بطۃ:۱/۲۳۳،نمبر ۷۸۸)

حدیث کے راوی خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے جو الہامی شخصیت تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں گہری بصیرت سے نوازا تھا اور وہ خیر وشر کی بڑی بھاری تمیز رکھتے تھے، خیر کو فروغ دیتے تھے اور شر اور فتنے کو پنپنے سے پہلے ہی ماردیتے تھے، انھیں مفسدوں اور تخریب کاروں کی زبردست پہچان تھی، وہ انہیں دیکھتے یا سنتے ہی بھانپ لیتے تھے اور ان کے ہاتھ پاؤں پھیلانے سے پہلے ہی انہیں ان کے انجام تک پہنچادیتے تھے، وہ فرماتے تھے: ''**ثلاثة يهدمن الدين: زلة عالم، وجدال منافق بالقرآن، وأئمة مضلون**'' (روایت صحیح ہے، دارمی، شرح اعتقاد أہل السنہ اور الاعتصام میں اس کی تخریج موجود ہے) تین باتیں ایسی ہیں جو دین کو ڈھادیتی ہیں، عالم کی لغزش، منافق کا قرآن سے بحث ومباحثہ کرنا، اور گمراہ کرنے والے ائمہ (یعنی پیشوا اور لیڈر)۔

پہلی بات عالم کی لغزش تو اس کے بارے میں کہا گیا ہے (**زلة العالم زلة العالَم**) عالم کی لغزش عالَم کی لغزش ہے۔

اور منافق کی مثال میں فلاسفہ ومتکلمین کو پیش کیا جاسکتا ہے جو

قرآنی آیات کے ذریعہ مجادلہ (یعنی بحث ومباحثہ) کرتے ہیں حالانکہ قرآن سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا وہ محض اپنے مخالف کو زیر کرنے کے لئے اس کا استعمال کرتے ہیں، ان کا مقصد اس پر اعتماد کرنا یا اس سے رہنمائی لینا نہیں ہوتا ہے، اسی لئے فرمایا کہ جب منافق قرآن سے بحث ومباحثہ کرے تو سنت اور اجماع اس کے شبہات کا ازالہ کردیتے ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:۱۰/۲۸۱-۲۸۲)

اور تیسری بات گمراہ ائمہ کے متعلق ہے کیونکہ عوام میں ان کا دبدبہ اور اقتدار ہوتا ہے اور لوگ ان کی بات مانتے ہیں اس لئے ان کا فتنہ بھی عام ہوتا ہے۔

اسی لئے حضرت عمر بن خطاب بڑے محتاط رہتے اور جسے دیکھتے کہ وہ متشابہات کے سہارے لوگوں سے بحث مباحثہ کرتا ہے یا کوئی نئی بات دین میں نکالتا ہے تو اس کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتے تھے، چنانچہ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ صبیغ نامی ایک شخص مدینہ آیا اور قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے لگا تو حضرت عمر نے اسے بلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کے ڈنڈے تیار کررکھے تھے، جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں تو حضرت عمر نے ان ڈنڈوں سے اسے مارنا شروع کیا اور اس کے سر کو لہولہان کردیا اس نے کہا امیر المؤمنین جو کچھ خرافات میرے دماغ میں تھی وہ سب جاتی رہی۔ (دارمی باسناد صحیح)

اس واقعے کو دیگر لوگوں نے بھی مزید تفصیلات کے ساتھ بیان کیا ہے، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے مارنے کے بعد اسے اس کے وطن کی طرف واپس کردیا اور حضرت ابوموسی اشعری کو لکھا کہ خبردار کوئی مسلمان اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے نہ پائے۔ یہ بات اس آدمی پر بہت گراں گزری، پھر حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو لکھا کہ اس کی توبہ خوب اچھی ہوگئی ہے، تب جاکر حضرت عمر نے لوگوں کو اس کے ساتھ ملنے جلنے کی اجازت دی۔

آجری نے (الشریعہ:۱/۲۱۱) میں اس واقعے پر حاشیہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ کیا جو شخص (وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا) (الذاریات:۱-۲) کی تفسیر پوچھتا ہے وہ مار اور سزا اور مقاطعہ کا مستحق ہوجاتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ حضرت عمر نے محض اسی مسئلہ کی وجہ سے اسے نہیں مارا تھا بلکہ جب ان تک یہ خبر پہونچی کہ یہ شخص قرآن کے متشابہات کے متعلق سوالات کرتا پھرتا ہے حالانکہ انھوں نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا تو وہ سمجھ گئے کہ یہ شخص فتنے میں پڑ گیا ہے اور اس نے اپنے آپ کو غیر نفع بخش چیزوں میں لگالیا ہے جبکہ حلال وحرام اور واجبات کے علم میں اس کا مشغول ہونا زیادہ مناسب تھا اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور سنتوں کا علم حاصل کرنا اس کے لئے زیادہ بہتر تھا مگر اس نے یہ کام چھوڑ کر خود کو بے فائدہ کام میں مشغول کرلیا ہے تو حضرت عمر نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ انہیں اس پر قابو دے دے تاکہ وہ اسے سبق سکھائیں اور دوسروں کی تنبیہ کا سامان کریں کیونکہ وہ حاکم تھے اور اس طرح کے معاملات میں رعایا کی خبر گیری ان پر واجب تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ موقع فراہم کردیا۔

☆☆☆

احکام و مسائل

(دوسری اور آخری قسط)

پیچیدہ مسائل میں رہنمائی کا حقدار کون؟

• محمد مقیم فیضی

اور ابن بطہ نے (الابانہ:۱/ ۱۲۲-۱۲۳) میں اس واقعہ پر تعلیق چڑھاتے ہوئے فرمایا: ہوسکتا ہے کہ کوئی کمزور دل اور کم علم شخص جب اس واقعہ کو سنے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو دیکھے تو اس کے دل میں ایسے وسوسے پیدا ہوں جن کی گھیرا بندیوں سے نکلنے کا اسے راستہ نہ ملے اور امام ہادی و عاقل رحمۃ اللہ علیہ کے اس فعل کو برا گردانے لگے اور یہ سوال کرے کہ کیا جو شخص آیات کتاب اللہ کے معانی دریافت کرتا ہو اور ان کی تفسیر جاننا چاہتا ہو اس کا بدلہ یہی ہے کہ اسے المناک مار لگائی جائے، جلاوطن کر دیا جائے اور اس کا بائیکاٹ ہو اور اس کی تشہیر کی جائے؟ حالانکہ درحقیقت بات وہ نہیں ہے جو یہ کم علم سمجھ بیٹھا ہے، بلکہ معاملہ اس کے خیالات کے برعکس ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان کی طرف ہجرت کیا کرتے تھے اور ان کی وفات کے بعد وفد بنا کر خلفائے راشدین کے پاس آیا کرتے تھے، مقصد یہ ہوتا تھا کہ دین سمجھیں، ان کی ایمانی بصیرت میں اضافہ ہو اور ان فرائض کا علم حاصل کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر لازم کر دیا ہے، پھر جب حضرت عمر کو یہ خبر لگی یہ شخص مدینہ آیا ہے اور متشابہ قرآن کے بارے میں سوال کرتا ہے اور غیر واجب چیزوں کی طلب کرتا ہے جن کے متعلق نہ جاننے سے اسے کوئی نقصان نہیں ہونے والا ہے اور یہ چیزیں اس کے لئے فائدہ مند بھی نہیں ہیں جبکہ اس پر واجب یہ تھا کہ جب وہ اپنے امام کے پاس آیا ہے تو خود کو فرائض و واجبات کے علم میں مشغول کرتا اور دین میں حلال وحرام کی معلومات حاصل کرتا مگر جب حضرت عمر کو یہ معلوم ہوا کہ اس کی توجہ ان مسائل کی طرف نہیں ہے اور ابھی وہ ان سے ملا بھی نہیں تھا تو انھوں نے سمجھ لیا کہ اس کے دل میں فضولیات بھری ہیں، اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات کی طرف نہیں ہے، اور اس کی ساری تگ و دو غیر نفع بخش چیزوں کے پیچھے ہے تو آپ نے اس کے متعلق یہ خطرہ محسوس کیا کہ یہ شخص قرآنی متشابہات میں مشغول ہوگا اور ایسے مسائل کی کرید میں لگ جائے گا جو اس کی عقل میں سمانے والے نہیں تو اس کے دل میں کجی پیدا ہو جائے گی اور وہ بے راہ رو ہو کر ہلاک ہو جائے گا، تو انھوں نے ارادہ فرمایا کہ اس کی اس طرز فکر پر ضرب لگائیں، اس کی تذلیل کریں اور اسے دوبارہ ایسی حرکت سے باز رکھیں۔ اگر تم یہ سوال کرو کہ حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں تجھے سر منڈائے ہوئے پاتا تو تیری اس کھوپڑی کو اڑا دیتا جس میں تیری آنکھیں ہیں، تو کیا جو شخص اپنا سر منڈا لے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے؟ میں کہتا ہوں کہ کج فکر لوگ اسی طرح کی سوچ کی وجہ سے آفتوں میں پڑے اور کرید کرنے والے اسی طرح کی مصیبتوں کا شکار ہوئے، جن کی فکر کوتاہ اور جن کی قوت فہم ہدایت

یافتہ ائمہ اور خلفائے راشدین کے تصرفات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ انھوں نے اپنے نفس کے اندر عاجزی کے مقامات کو نہیں جانا اور نقص وتقصیر کو اپنے سلف کی طرف منسوب کرنے لگے، (اب سنو کہ) ایسا اس لئے کہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ:

"يخرج قوم أحداث الأسنان سفهاء الأحلام، يقولون من قول خير الناس، يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم، يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية، من لقيهم فليقتلهم فإن في قتلهم أجرا عندالله"۔ (بخاری: ۳۶۱۱) کچھ نوعمر اور کم عقل لوگ نکلیں گے جو سب سے بہتر انسان کے ارشادات سے باتیں کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، جس کی ان سے مڈبھیڑ ہو وہ انہیں قتل کردے کیونکہ ان کے قتل کردینے میں اللہ کے نزدیک اجر ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے: "**طوبى لمن قتلهم، وطوبى لمن قتلوه، قيل يا رسول الله! ما علامتهم؟ قال: سيما هم التحليق**"۔ (ابوداؤد: ۴۷۶۶، البانی نے طوبی لمن قتلہ وقتلوہ کے الفاظ کے ساتھ اس کی تصحیح کی ہے)

خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جس نے انہیں قتل کردیا اور خوشخبری اس شخص کے لئے جسے ان لوگوں نے قتل کردیا، سوال ہوا کہ اللہ کے رسول ان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کی نشانی سر منڈانا ہے۔

لہٰذا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے غیر مفید اور لایعنی مسائل کی خبر لگی تو انھوں نے اس کے سر کو کھول کر دیکھا تاکہ اس بات کی تحقیق کرلیں کہ وہ علامت اور صفت جس کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اس کے اندر پائی جاتی ہے یا نہیں اور جب وہ اس کے اندر نہیں پائی گئی تو اس کی اچھی تادیب کردی تاکہ وہ ان مسائل میں انہماک اور مبالغے سے باز آجائے جن کی فہم کے لئے اس کا سینہ تنگ ہوا اور وہ اس کی سمجھ سے بالاتر ہوں اور نتیجے میں اس علامت کے حامل لوگوں میں سے ہوجائے جن کے قتل کا نبی ﷺ نے حکم دیا تھا چنانچہ اپنی تادیب کے ذریعہ اس کے خون اور دین کے محافظ بن گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی جلاوطنی کے حکم سے صبیغ کو بڑا نفع پہنچایا چنانچہ جب حروریہ نے خروج کیا تو لوگوں نے صبیغ سے کہا کہ کچھ لوگ نکلے ہیں جو ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں تو اس نے کہا! چھوڑو چھوڑو ان کی باتیں نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے مجھے مرد صالح کی موعظت سے بڑا نفع پہنچایا ہے، اور حضرت عمر نے صبیغ کو اتنا پیٹا تھا کہ خون اس کے چہرے پر یا قدموں پر یا ایڑیوں پر بہہ کر آنے لگا تھا اور صبیغ اپنے بعد والوں کے لئے ایک مثال بن گیا تھا اور اس واقعہ کی وجہ سے کرید کرنے والے اور اصرار کے ساتھ سوال کرنے والے ڈرنے لگے تھے۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے انفال کے بارے میں ان سے سوال کیا تو ابن عباس نے فرمایا کہ آدمی (گھوڑا اور زین دیا کرتا تھا) اس نے سوال پھر دہرایا، انھوں نے پھر ویسا ہی جواب دیا اس نے سوال پھر دہرایا ابن عباس نے پھر ویسا ہی جواب دیا اور اس کے بعد فرمایا: جانتے ہو اس کی مثال کیا ہے؟ یہ تو اس صبیغ کی طرح ہے جسے عمر رضی اللہ عنہ نے پیٹا تھا، اگر آج عمر زندہ

ہوتے تو کوئی آدمی لایعنی سوال نہیں کرسکتا تھا۔اھ

ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صورت حال ایسی ہی تھی کہ جب کسی فتنے نے سر اٹھایا تو انھوں نے اسے وہیں کچل دیا اور جب اس کا کوئی جھنڈا کھولا گیا انھوں نے اسے وہیں پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا، مسلمانوں کا لشکر روئے زمین پر رواں دواں تھا، ان کے سامنے جو بھی لشکر آیا شکست خوردہ ہو کر بھاگا جو بھی حکومت کھڑی ہوئی پاش پاش ہوئی اور جو علم بلند ہوا گرا دیا گیا۔

ابن بطہ ہی نے (الابانہ:۱/ ۴۲۳-۴۲۴) میں فرمایا کہ امام ہادی امیر المؤمنین علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ بھی ایسے مسائل میں الجھنے کو منکر گردانتے تھے، انہیں ناپسند فرماتے تھے اور سائل کو زجر وتوبیخ کرتے تھے، چنانچہ حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو، تو ابن الکوا نے کہا کہ وہ سیاہی کیا ہے جو چاند کے اندر پائی جاتی ہے؟ فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ اور اس کے علم واختیار کی چیز ہے، تو وہ سوال کیوں نہیں کرتا جو تیری دنیا اور آخرت میں تجھے نفع پہنچائے؟ وہ رات کا مٹانا ہے، اور اس میں ایک دوسرے طریق سے اضافہ بھی موجود ہے کہ اس نے کہا: آپ ہمیں (**وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ○ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا**) (الذاریات: ۱-۲) کے متعلق بتایئے تو انھوں نے فرمایا کہ تیری بربادی ہو سوال کو تو سمجھنے کے لئے کیا کر محض شرارت کے طور پر سوال نہ کر اور ایسی چیزوں کے متعلق سوال کر جو تیرے کام کی ہوں اور بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

علماء وعقلاء کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی سائل ان سے ایسی باتیں پوچھتا ہو جن کا علم اس کے لئے نفع بخش نہ ہو اور نہ ان باتوں کے نہ جاننے سے اسے کوئی نقصان پہنچتا ہو۔ یا ہوسکتا ہے کہ جواب سائل کے معیار سے اونچا اور اس کی فہم سے بالا ہو۔ تو اسے جواب نہیں دیتے تھے یا ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیتے تھے۔

حضرت ابن شبرمہ فرماتے ہیں کہ کچھ مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ سائل کے لئے ان کے متعلق سوال کرنا جائز ہوتا ہے نہ مجیب کو اس کے متعلق جواب دینا ہی درست ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''**من أفتى الناس في كل مايستفتونه فهو مجنون**'' جو لوگوں کے ہر استفتا (سوال) کا جواب دیتا ہو وہ پاگل ہے۔ مزید فرمایا: ''**إذا أراد الله بعبد خيرا سدده، وجعل سؤاله عما يعنيه، وعلمه فيما ينفعه**'' جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے درست رکھتا ہے اور اسے کام کے سوالات اور نفع بخش علم کی توفیق دیتا ہے۔ مزید فرمایا: ''**إياكم والتنطع والتعمق، وعليكم بالعتيق**'' مبالغہ آرائی اور (بیجا) کرید سے بچو اور قدیم باتوں کو (یعنی قرآن وسنت اور آثار سلف کو) لازم پکڑلو۔

امام ابوسف رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**العلم بالكلام هو الجهل، والجهل بالكلام هو العلم**''۔ علم کلام کا جاننا جہالت اور علم کلام کا نہ جاننا علم ہے۔

حضرت زید بن علی رحمہ اللہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ بیٹے! بے فائدہ چیزوں کے ترک سے کام کی چیزیں طلب کرو کیونکہ تم بے فائدہ چیزوں کو ترک کر دوگے تو تمہیں کام کی چیزیں ملیں گی اور یہ جان لو کہ تمہارے سامنے وہی آنے والا ہے جو تم نے آگے بھیج دیا ہے، اور وہ چیزیں تمہارے سامنے نہیں آئیں گی جنھیں

تم نے پیچھے چھوڑ دیا ہے تو ان چیزوں کو جن سے کل تمہیں سابقہ پڑے گا ان چیزوں پر ترجیح دو جنھیں تم کبھی دیکھنے والے نہیں ہو۔

حضرت یحییٰ بن معاذ لازی فرماتے ہیں: یقینا ہمارے رب تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو ظاہر کر دیا ہے اور کچھ چیزوں کو پوشیدہ رکھا ہے اور جو لوگ ولایت ایمان سے محظوظ کئے گئے ہیں انھوں نے تو ان چیزوں کو یاد کر لیا ہے جنھیں اس نے ظاہر فرمایا اور پوشیدہ چیزوں کو ترک کر دیا جبکہ دوسرے کچھ لوگ اس علم کے پیچھے پڑ گئے جسے اس نے پوشیدہ رکھا ہے تو وہ پردہ دری کا شکار ہو کر برباد ہوئے اور اللہ کے حکم کو چھوڑ دینے کی وجہ سے حدود ضلال میں داخل ہو کر کجرو ہو گئے۔

ہمیں حارث محاسبی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ''**سؤال العبد مالا یعینه خذلان من الله عزوجل له**''۔ بندے کا ایسی چیزوں کے متعلق سوال کرنا جو اس کے کام کی نہیں ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے محروم کر دیا گیا ہے۔اھ

یہ بات ذہن نشین رہے کہ شبہات کا کاریگر اور فساد اور گھاٹے کے بازاروں میں اسے لوگوں کے ہاتھوں کھوٹی پونجی اور قلیل نفع کے عوض فروخت کرنے والا وہ **وسواس وخناس** ابلیس ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا پھرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**یأتی الشیطان أحدکم فیقول: من خلق کذاوکذا؟ حتی یقول له: من خلق ربک؟ فإذا بلغ ذلک فلیتعذ بالله ولینته**" (أخرجه البخاری: ۳۲۷۶ ومسلم ۱۳۴/ ۲۱۴) تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو اور اس کو کس نے پیدا کیا ہے یہاں تک کہ کہنے لگتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ لہٰذا جب یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ کی پناہ مانگے اور باز آجائے۔

پھر جب شیاطین الانس ان شبہات کو اپنے دماغ میں محفوظ کر لیتے ہیں تو انہیں پھیلانا اور آگے بڑھانا شروع کرتے ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**لایزال الناس یتساءلون حتی یقال: هذا خلق الله الخلق، فمن خلق الله؟ فمن وجد من ذلک شیئا فلیقل: آمنت بالله**". (أخرجه مسلم: ۱۳۴-۲۱۲)

لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ یہ بات بھی آجائے گی کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب کسی کو ایسی صورت حال کا سامنا ہو تو آمنت باللہ (میں اللہ پر ایمان لایا) کہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ اے ابوہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ یہ بھی پوچھ لیں گے کہ یہ تو اللہ ہے پس کون ہے جس نے اللہ کو پیدا کیا ہے؟ بیان فرماتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ میں مسجد میں موجود تھا کہ میرے پاس کچھ اعرابی لوگ آئے اور کہنے لگے، اے ابوہریرہ! یہ تو اللہ ہے، پس کون ہے جس نے اللہ کو پیدا کیا ہے؟ بیان کرتے ہیں کہ تب انھوں نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انھیں اس سے پھینک مارا، اس کے بعد کہنے لگے کہ اٹھو اٹھو جاؤ یہاں سے، میرے خلیل ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ (أخرجه مسلم: ۱۳۵)

❖ ❖ ❖

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
March-April 2016

صوبائی جمعیت کی سرگرمیاں

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کر رہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

- ماہانہ تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- ہر ماہ الجماعہ کی اشاعت۔
- مفت کتابوں کی تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

A1 Grafix Studio : +91-9819189965

Published by :
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.
Phone : 02226520077 / Fax : 02226520066
email : ahlehadeesmumbai@gmail.com ◆ Website : www.ahlehadeesmumbai.org